سوشل میڈیا کا استعمال اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داریاں

(ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

[The Use of Social Media & Responsibilities of Muslim Community]

☆ محمد اقبال

☆☆ ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی

ABSTRACT

Social media is being used as fifht generation war in modern times. The enemy is engaging in struggling of using social media against the Muslims and their generation. This article draws the attention of the youngsters who share the substandard and non-researched comments to others and they know nothing about their hazards. Moreover how can we use media positively for the reforms, how to differentiate truth and falsehood while sharing the content and how Islam has warned about the negative usage of media. And how we can take steps to eradicate the propaganda against the holy personalities and what role we can play against spreading the evil. These are all problems which have been discussed in this article under the light of Islamic injunctions. Moreover, how can we spread awareness among the youngsters about the beneficial and character building usage of media is discussed in this article.

Keywords: Social Media, Humanity, Muslim, Youth

دورِ جدید میں سوشل میڈیا ففتھ جنریشن وار (Fifth Generation War) کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے جس کو دشمن انتہائی حساس طریقے سے مسلمانوں اور ان کی جنریشن کے خلاف استعمال کرنے کے لیے دن رات تگ و دَو میں مصروف ہے۔ یہ آرٹیکل نوجوانانِ ملت کی توجہ اس طرف مبزول کرواتا ہے کہ کس طرح لوگ اَن جانے میں غیر معیاری اور غیر تحقیقی مواد کو دوسروں سے شیئر کرتے ہیں اور اس کے دنیا و آخرت میں کیا نقصانات ہیں۔ نیز ہم کس طرح سوشل میڈیا کو مثبت طریقے سے استعمال کر کے لوگوں کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کس طرح مواد کو شیئر کرتے ہوئے حق و باطل کا امتیاز برتا جائے۔ نیز سوشل میڈیا کے

☆ پی۔ایچ۔ڈی اسکالر

☆☆ سینئر ریسرچ اسکالر، FMRi

منفی استعمال پر دینِ اسلام نے کیا وعید بیان کی ہے۔ اس کے ساتھ ہم کس طرح مقدس شخصیات کے متعلق پروپیگنڈا کے قلع قمع کے لیے اِقدامات کر سکتے ہیں اور سوشل میڈیا سے برائی کو پھیلانے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ وہ تمام اِشکالات ہیں جن کے متعلق اس آرٹیکل میں اسلامی اَفکار کی روشنی میں وضاحت پیش کی گئی ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، اسی فطرت پر اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق فرمائی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾(۱)

"پس آپ اپنا رخ اللہ کی اطاعت کے لیے کامل یک سُوئی کے ساتھ قائم رکھیں۔ اللہ کی (بنائی ہوئی) فطرت (اسلام) ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے (اسے اختیار کر لو)، اللہ کی پیدا کردہ (سرِشت) میں تبدیلی نہیں ہوگی، یہ دین مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ (ان حقیقتوں کو) نہیں جانتے"

فطرت کبھی بھی کسی کے نقصان، برائی یا قتل کی متقاضی نہیں ہوتی۔ دینِ اسلام کے جہاں عوام الناس کے لیے متعدد محاسن وخصائص ہیں وہاں پر ایک اعلی اور شستہ خوبی اعتدال، توسّط اور میانہ روی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس امت کو آخری امت کا ٹائٹل دینے کے ساتھ ساتھ "امت وسط" یعنی درمیانی اور متوازن راہِ اختیار کرنے والی امت کے لقب کے ساتھ نوازا گیا۔

آج کا دور سوشل میڈیا وار(Social Media War) کا دور ہے۔ اسلام دشمن اَفکار و نظریات کے حامل لوگ نئی نسل کو سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے اسلامی اَفکار سے دور لے جانے والا فحاشی اور عریانی پر مبنی مواد شیئر کرنے کے ساتھ دیگر سیکڑوں جرائم کے ذریعے مصروفِ عمل ہیں۔ امت مسلمہ میں بعض ایسے سپوت بھی ہیں کہ انہیں خیر وشر پر مبنی معاملات ومواد شیئر کرنے میں تمیز ہی نہیں رہی اور دنیا کی رعنائیوں کی چکاچوند میں یکسر اسلامی اَفکار سے صرفِ نظر کیئے ہوئے ہیں۔ موضوعِ سخن کی وضاحت کو بالتفصیل بیان کرنے کے لیے میں درج ذیل نکات کو زیر بحث لانے جارہاہوں کہ امتِ مسلمہ پر کس طرح سوشل میڈیا کے اَثرات پڑرہے ہیں اور وہ کون سے محرکات ہیں جن کے باعث ہم اَنجانے میں سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے ایجابی اور سلبی (Positive and Negative) مواد کو شیئر کر رہے ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان نکات کو اسلامی نقطۂ نظر اور جدید دور کے تقاضوں کی روشنی میں وضاحت کریں گے۔

---

(۱) سورۃ الروم، ۳۰/۳۰

سوشل میڈیا پر انسانی شکلوں کی بگاڑ، مخالفین پر طعن و تشنیع، عزتِ نفس کی پامالی اور بغیر تحقیق و تنقیح کے مختلف پوسٹس کی ترسیل، نامحرموں کے ساتھ بلاضرورت گفت و شنید اور دوستی (Friendship) جیسے ایسے مسائل نے جنم لے لیا ہے جس کا علاج دورِ حاضر کے باحثین و محققین کے ہاں اگر ناممکن نہیں تو کم اَز کم مشکل ضرور ہے۔ اس لیے کہ جب ۶۰ سے ۸۰ فیصد لوگ اسی راہ کے مسافر ہوں تو ان کے سامنے حقائق و معارف کو سامنے رکھنا جہاد سے کم نہیں۔ ہمارے ملکِ پاکستان کی آبادی کا زیادہ تر حصہ اُن نوجوانوں پر مشتمل ہے جو سوشل میڈیا کے استعمال میں اس طرح محو کواب ہیں کہ اُن کو دنیا و جہاں کی بالکل خبر نہیں۔ بہت زیادہ برائیوں میں سے ایک برائی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر، والدین اور بہن بھائیوں سے ناواقف لوگوں کے ساتھ دوستی ویاری کے مراسم بڑھانے کے باعث دور ہوگئے ہیں اور یہ سب سوشل میڈیا کی کرشمہ سازی ہے۔

سوشل میڈیا کا استعمال اور نوجوانانِ ملت کی تربیت کا فقدان:

پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ملک ہے اور اسلام نامحرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط، میل ملاپ اور بات چیت کی ممانعت کرتا ہے، سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر روزانہ لاکھوں مرد اور عورتیں باہمی روابط کو بڑھاتے ہیں۔ غیر اخلاقی اور فحش مواد نوجوان طبقے کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ نوجوان طبقہ کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتا ہے لیکن ہم اپنے ہاتھوں اپنا مستقبل اندھے قاتل کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہے۔ دورِ حاضر کے نوجوانوں کو سوشل میڈیا کے ایجابی و سلبی پہلوؤں سے آگہی دینا جتنا والدین پر فرض ہے اتنا ہی قوم کے معماروں پر ضروری ہے۔ نوجوانانِ ملک پاکستان کی اس زہرِ قاتل کے متعلق مناسب اور بروقت تربیت نہ ہونے کے باعث آج کا نوجوان اپنے آباء و اَجداد اور سماجی و اَخلاقی اَقدار کو بے خبری میں روندے جارہا ہے جو کہ مناسب تربیت کا متقاضی ہے، ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہر گز نہیں کہ سوشل میڈیا کا استعمال بالکل واجب الترک ہے، بلکہ آپ سوشل میڈیا کا استعمال ضرور کیجیے، لیکن اسلامی اَقدار اور تہذیبِ اَفکار کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے۔

سوشل میڈیا پر اکاؤنٹ بنانا

عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا کے انقلاب سے کوئی شخص بھی صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔ سوشل میڈیا یعنی اسکائپ، انسٹا گرام، ٹویٹر، فیس بک، وائبر، یوٹیوب، اور دیگر میسنجرز کے ذریعے آج تقریباً ہر شخص خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا، بزرگ و خواتین سب مساوی استعمال کر رہے ہیں۔ اس تھوڑے سے عرصے میں سوشل میڈیا نے اپنی افادیت واہمیت کے باعث اپنی حیثیت کو منوایا۔ سوشل میڈیا پیغام رسانی کا تیز ترین اور آسان ذریعہ ہے جس کی حقیقت سے کوئی منکر نہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے استعمال سے روز اضافہ ہورہا ہے۔ سوشل میڈیا الیکٹرونک پرنٹ میڈیا سے بھی بسا اوقات زیادہ طاقت ور اور مؤثر ثابت ہوا ہے۔ اسلامی افکار و اَقدار کے حوالے سے یہ اَمر انتہائی قابل غور و خوض ہے کہ آیا سوشل میڈیا پر اکاؤنٹ بنانا درست ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فی نفسہ ٹویٹر، انسٹا گرام، اسکائپ اور فیس بک پہ اکاؤنٹ بنانا جائز ہے اور اس کے جائز و مباح ہونے

کے لیے اُنہی اسلامی اَفکار و نظریات سے استشہاد و استنتاج کیا جائے گا جو اسلامی افکار کی روح ہیں۔یعنی اگر کسی شخص نے اپنا اکاؤنٹ تبلیغ دین، اسلامی اَقدار پر مبنی معلومات فراہم کرنے، یا لوگوں کو اچھائی کی طرف راغب کرنے کی نیت کی غرض سے بنایا ہے تو ایسا کرنے والے کے لیے نہ صرف اکاؤنٹ بنانا جائز ہے بلکہ باعث اجر وثواب ہو گا۔ اگر کسی شخص نے صرف دنیاوی معلومات کے لیے ہے تو جائز ہو گا اور اگر گناہ کے امور کے لیے ہو تو بالکل گناہ، ناجائز اور حرام ہو گا۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾(۱)

''اور نیکی اور پرہیز گاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ (نافرمانی کرنے والوں کو) سخت سزا دینے والا ہے''

Fake اکاؤنٹ بنانا / اپنا اکاؤنٹ کسی دوسرے سے منسوب کرنا:

اسلام دینِ فطرت ہے اور اپنے ماننے والوں کو سچ بولنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بلکہ جھوٹ بولنے والے کو زبانِ نبوی نے منافق قرار دیا ہے۔ آج سوشل میڈیا کے استعمال کرنے والے صارفین اپنے ناواقف فرینڈز سے کس قدر جھوٹ بولتے ہیں اور ناجانے کیا اصل حقائق و معارف کے برعکس بیانات دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''آية المنافق ثلاث إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أؤتمن خان''(۲)

''منافق شخص کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) جب وہ کسی سے بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب کسی سے وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ (۳) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔''

اس حدیث کی روشنی میں ہر ایک مسلم اپنے اَعمال واَفکار کا محاسبہ کر سکتا ہے۔ عموما ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ بسا اوقات لوگ کسی مجہول یا فرضی نام سے اپنا اکاؤنٹ بنالیتے ہیں۔ کیا ایسا کرنے والے خائن تصور کیا جائے گا یا اس کے متعلق کیا حکم ہو گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقصد کے لیے اس کی نیت کو جائے گا۔ اگر کسی کو دھوکہ دینا، فراڈ کرنا اور تجسس وغیرہ مقصد نہ ہو تو

(۱) سورۃ المائدۃ، ۵/ ۲

(۲) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، (۱۹۸۷ء)، الصحیح، دار ابن کثیر، یمامۃ، بیروت۔ ج ۱، ص ۲۱، حدیث نمبر: ۳۳

جائز ہو گا ورنہ دھوکے کے زمرے میں آئے گا۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "من غشّنا فليس منّا" جس نے ہم سے دھوکا کیا وہ ہم میں سے نہیں (یعنی وہ ہمارے طریق پر نہیں ہے)۔(۱)

بسا اوقات چند لوگوں کے اکاؤنٹ بنانے کا مقصد صرف ابہام پیدا کرنا ہوتا ہے۔ کسی مسلمان کے لیے اس طرح کی روش اختیار کرنا بھی جائز نہیں ہے اس لیے کہ فرامین رسول اللہ ﷺ میں اس بات کو ناپسند کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی حکمت کے باعث اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا اور اُس کی تمام تر سرگرمیاں اسلام کے مطابق ہوں تو ایسا کرنے والی کی چونکہ نیت ٹھیک ہے اور ایسا کرنے والے کے لیے درست ہو گا۔ بعینہ اس کے برعکس اگر کوئی شخص اپنے نام کے علاوہ مبہم اکاؤنٹ کے باعث منفی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہے تو ایسا کرنے والے کے لیے یہ عمل بالکل ناجائز اور خلافِ اسلام ہو گا۔ ظاہر و باطن کے عمل کے تضاد ہی کو اسلام میں منافقت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ متقدمین ائمہ و لغویین نے "منافقت" کی یہی تعبیر کی ہے دکھاوے میں عمل کچھ ہو اور پوشیدہ کچھ ہو۔(۲)

کہ اس سے مراد وہ قول و فعل ہے جو دکھاوے میں کچھ ہو اور پوشیدہ کچھ ہو۔ اگر ہم فیک (Fake) اور غلط شناخت والے اکاؤنٹ ہولڈر کو اسلامی تناظر میں دیکھتے ہوئے اسلامی اَقدار کے پیرائے میں استنتاج و استدلال کرتے ہوئے پرکھیں تو یہ عمل انتہائی قبیح اور قابلِ مذمت ہے۔ اس لیے کہ فیک اکاؤنٹ(Fake Account Holder) اپنی شناخت کو چھپا کر برائی پھیلانے اور دوسرے کو دھوکہ دینے کا ارتکاب کر رہا ہوتا ہے اور اس کی مذمت حدیث نبوی میں یوں بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن شر الناس ذو الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه"(۳)

"بے شک تم لوگوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے، ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے۔"

اس حدیث کی روشنی میں فیک اکاؤنٹ ہولڈر(Fake Account Holder) کو "ذو الوجہین" یعنی دو چہروں والا تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر صارف کی شناخت ممکن ہو تب قابل مذمت نہیں ہے۔ لیکن اگر مقصود فراڈ، دھوکہ اور غلط نظریات کی ترویج ہو تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی تنظیم، ادارہ یا کسی مشہور فکر پر اپنا اکاؤنٹ بنائے تو اس میں بھی کوئی ابہام

---

(۱) ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، (۱۴۰۹ھ)، المصنف، مکتبۃ الرشد، الریاض۔ ج۴، ص ۵۶۳، حدیث نمبر: ۲۳۱۴۷

(۲) ابن اثیر الجزری، ابو السعادات المبارک بن محمد، (۱۳۹۹ھ)، النہایۃ فی غریب الاثر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت۔ ج۵، ص۹۷

(۳) بخاری، الصحیح، ج۶، ص ۲۶۲۶، حدیث نمبر: ۶۷۵۷، مسلم، الصحیح، ج۴، ص ۲۰۱۱، حدیث نمبر: ۲۵۲۶

نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہو گا۔ لیکن پھر ''About me'' میں اس کی توضیح ہونی چاہئے اس لیے کہ اس میں سے غش 'یعنی' دھوکہ دینے کا مغالطہ ہوتا ہے جو کہ حرام ہے۔(۱)

(Friendship Request) قبول کرنا:

دورِ جدید میں دوستی کا معیار بھی تبدیل ہو چکا ہے۔ ہمارے اَسلاف و متقدمین کا یہ طرز اور وطیرہ ہوتا تھا کہ وہ دوستی بھی اگر کرتے تو کسی نیک اور دین دار شخص کو دیکھ کر کرتے تھے۔ لیکن دور جدید میں ٹرینڈ بھی تبدیل ہو گئے۔ بسا اوقات سوشل میڈیا پر آپ کو دوستی قبول کرنے کے پیغامات ملتے رہتے ہیں۔ اس صورت حال میں اس بندے کے کوائف دیکھ فیصلہ کیا جاتا ہے اگر بظاہر اس میں کسی قسم کی غیر اخلاقی بات نہیں پائی جاتی اور شرعی لحاظ سے بھی کوئی رکاوٹ بھی نہیں مثلاً: نامحرم نہیں تو اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اگر بعد میں ایسا معلوم ہو جائے کہ بندہ درست نہیں تو ان فرینڈ کیا جانا ضروری ہو گا۔ نیز یہی تفصیل دوستی کا پیغام بھیجنے میں بھی ہے۔ کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ چیٹینگ کرنا بھی ازروئے شریعت درست نہیں۔ جس طرح کہ امام ترمذی نے اپنی السنن میں حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لا يخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان"(۲)

"جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے تو وہاں ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے"

علامہ کاسانی کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بات کرنے کے متعلق لکھتے ہیں:

''لا يحل للرجل أن يخلو بها لأن فيه خوف الفتنة والوقوع في الحرام''(۳)

"کسی آدمی کے لیے یہ بات ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بات کرے اس لیے کہ تنہائی میں فتنے کا سبب اور حرام میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔"

یہ فتنہ سوشل نیٹ ورکس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

---

(۱) ابن ابی شیبہ، المصنف، ج۴، ص ۵۶۳، رقم: ۲۳۱۴۸

(۲) ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، (دون السنۃ)، السنن، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔ ج۳، ص ۴۷۴، حدیث نمبر: ۱۱۷۱

(۳) کاسانی، بدائع الصنائع، ج۵، ص ۱۲۵

سوشل میڈیاپر تعلیمی ومفید پروگرامز یافورمز میں شرکت کرنا:

سوشل میڈیاکے استعمال کے باعث جہاں منفی اثرات ہیں وہیں پر اس کے فوائداور مثبت اَثرات سے بھی کوئی بھی ذی شعور اور فہم وفراست رکھنے والا شخص انکار نہیں کرسکتا۔ سوشل میڈیاپر تعلیمی یامفید پروگرامز یافورم میں شرکت کرنانہ صرف جائزبلکہ مستحسن ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الكلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو أحق بها''(۱)

''یعنی حکمت کی بات بندۂ مومن کی گمشدہ متاع ہے وہ اسے جہاں پاتاہے اس کاحقدار ہوتاہے۔''

سوشل میڈیاکے ذریعے مختلف پروگرامز کاانعقاد کرنا، جس میں عوام الناس کے لیے منافع اور لوگوں کو موجودہ مسائل سے متعلقہ رہنمائی میسر آسکے ایسے پروگرامز جائز اور مستحسن امر ہے اور اسلامی افکار ہمیں اس بات کی طرف گامزن کرتے ہیں کہ لوگوں کے اَفکار واَحوال کی اصلاح کی جائے اس لیے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''أي الناس أحب إلى الله؟ فقال رسول الله ﷺ أحب الناس إلى الله تعالى أنفعهم للناس''(۲)

''لوگوں میں اللہ کاسب سے زیادہ محبوب شخص کون ہے؟ تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا:لوگوں میں سے اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے جولوگوں کے لیے زیادہ نفع مند ہو۔''

اس حدیث کی روشنی میں ایک مسلم اسلامی اَقدار پر عمل کرتے ہوئے اپنی وجود کو دوسرے لوگوں کے لیے نفع مند بناتا ہے۔اس کاوجود کسی کے لیے مضر نہیں ہوتا۔

تصاویر اپ لوڈ کرنا:

سوشل میڈیاکے سلگتے ہوئے مسائل میں سے اہم مسئلہ تصویر کاہے۔ تصویر کابھی مسئلہ محرم اور غیر محرم کے سامنے اپنی زیب وزینت کے ظاہر کرنے کے مترادت ہے۔ جس طرح اسلام اس بات کی قطعا اجازت نہیں دیتا کہ کوئی آدمی یاعورت کسی غیر محرم کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کرے، یااُس سے تنہائی میں بات کرے۔ یہی حکم غیر محرم خواتین کااپنی تصاویر کسی دوسرے غیر محرم مرد کے سامنے شیئر کرنے پر صادق آتاہے۔ بسااوقات توایسی ایسی بیہودہ اور فضول تصاویر بعض لوگ اَپ لوڈ کردیتے ہیں جو اَخلاقی اقدار کے منافی ہوتی ہیں اور اس سے اجتناب برتناچاہیے۔

(۱)ترمذی، السنن، ج۵، ص۵۱، رقم:۲۶۸۷

(۲)طبرانی، المعجم الکبیر، ج۱۲، ص۴۵۳، حدیث نمبر:۱۳۶۴۶

سوشل میڈیا پر دیگر اَدیان کی تعلیمات کو بُرا بھلا کہنے سے احتراز کرنا:

اسلام کسی کے مذہب، دین اور اُس کی تعلیمات کو بُرا بھلا کہنے کے متعلق کبھی تلقین نہیں کرتا۔ اس لیے کہ جب آپ کسی کے مذہب کے متعلق بُرے الفاظ کا استعمال کریں گے یا بُری رائے کا اظہار کریں گے تو لا محالہ طور پر مدّ مقابل دینِ حق کے متعلق فضولیات کہے گا۔ قرآن کریم نے باطل مذاہب اور اُن کے خداؤں کو برا نہ کہنے کے متعلق بہت اعلی اسلوب کے ساتھ مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(۱)

”اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر فرقہ (و جماعت) کے لیے ان کا عمل (ان کی آنکھوں میں) مرغوب کر رکھا ہے (اور وہ اسی کو حق سمجھتے رہتے ہیں)، پھر سب کو اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے اور وہ انہیں ان اعمال کے نتائج سے آگاہ فرما دے گا جو وہ انجام دیتے تھے“

اسی وجہ سے ہمارے تمام اَسلاف اور متقدّمین ائمہ کرام نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ قرآن کریم کی تشریحات اور توضیحات کی ہیں۔ امام فخر الدین رازی مذکورہ آیت کے متعلق تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فنهى الله تعالى عن هذا العمل لأنك متى شتمت آلهتهم غضبوا فربما ذكروا الله تعالى بما لا ينبغي من القول فلأجل الاحتراز عن هذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلك المقال“(۲)

”اللہ تعالی نے باطل خداؤں کو برا کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ جب تم اُن کے جھوتے خداؤں کو برا کہو گے تو وہ غصہ میں آجائیں گے اور دانستہ طور پر اللہ رب العزت کے متعلق ایسے کلمات کہیں گے جو اس کی شانِ شایان نہیں۔ اس لیے ان سے اس طرح کی بات کرنے سے گریز کیا جائے۔“

(۱)سورۃ الأنعام، ۶/ ۱۰۸

(۲)رازی، فخر الدین محمد بن عمر، (۲۰۰۰ء)، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ ج ۱۳، ص ۱۱۴

ائمہ کرام اور ہمارے اَسلاف نے ہمیں قرآنِ پاک کی روشنی میں ایک اہم اور عمدہ پیغام دے دیا کہ کسی شخص کے باطل مذہب، اُس کے باطل خدا اور اُس کی باطل تقالید کو برا نہ کہو اس لیے کہ وہ بدلے میں آپ کے حق تعالی اور دینِ حق اور آپ کی اعلیٰ اَقدار کو (معاذ اللہ) جھوٹا کہے گا۔

سوشل میڈیا پر توہینِ مذہب سے اجتناب کرنا:

اسلام جہاں اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اَقدار سے روشناس کرواتا ہے وہیں پر اپنے ماننے والوں کو اعلی اور اَرفع کردار کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ آج ہم اسلامی اَفکار و نظریات اور تعلیمات سے اتنا دور ہو گئے ہیں کہ ہمیں بسا اوقات اَغیار کی سازشوں کا ہی پتا نہیں چلتا اور اَن جانے میں ہم نیکی کرنے کے چکر میں اُلٹا برائی کر رہے ہوتے ہیں۔

امام طبری اپنی تفسیر میں دوسرے مذاہب کی تعلیمات، اُن کے خداؤں کو برا کہنے اور اُن پر جملے کہنے کے متعلق لکھتے ہیں:

"یا محمد لتنتهين عن سب آلهتنا أو لنهجون ربك فنهاهم الله أن يسبوا أوثانهم"(۱)

"حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ کفار نے کہا: اے محمد ﷺ! تم ہمارے خداؤں کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے سے رُک جاؤ، ورنہ ہم آپ کے رب تعالی کی برائی کریں گے تو اس لیے اللہ رب العزت نے اُن کے بتوں کو برا بھلا کہنے سے منع فرمادیا۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر کسی کے جھوٹے خدا یا جھوٹے دین سے احتراز کرنے کے متعلق اسی آیت کے تناظر میں بہت خوبصورت الفاظ میں تفسیر کرتے ہوئے حضرت قتادہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"كان المسلمون يسبون أوثان الكفار فيردون ذلك عليهم فنهاهم الله أن يستسبوا لربهم"(۲)

"مسلمان اوائل دور میں کفار کے بتوں کو برا کہتے تھے تو وہ جوابا مسلمانوں کو برا کہتے تھے اس لیے اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو اُن کے جھوٹے خداؤں کو برا کہنے سے منع فرمادیا۔"

سوشل میڈیا پر غیر تحقیقی مواد کی نشر و اشاعت:

ہمارا دینِ متین اسلام ہے اور یہ سب سے اعلی اور معیاری دین ہے اسی لیے اللہ رب العزت نے ہمارے لیے اس کا انتخاب فرمایا۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

---

(۱) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، (۱۴۰۵)، تفسیر الطبری، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ ج۷، ص۳۰۹

(۲) نفس المصدر

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾(۱)

”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں (ناحق) تکلیف پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ“

حدیث نبوی قرآن کی وہ پہلی تفسیر ہے جو ہر حوالے سے تعلیماتِ قرآنیہ کے معارف، غوامض، رموز اور اِشارات کو بالتفصیل و بالتوضیح بیان کرتی ہے۔

”عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ“(۲)

”حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسے آگے بیان کردے“

مذکورہ بالا حدیث و آیت کا مفہوم بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ کوئی بھی بات بغیر تحقیق و تنقیح کے آگے بیان نہیں کرنی چاہیے۔ یہی اصول وضوابط ائمہ اسلام نے اپنائے۔ حصولِ حدیث کے دوران اُن کو جس کے متعلق جھوٹ بولنے کا پتا چلتا تھا وہ اُس شخص سے حدیث نہیں لیتے تھے۔ آج کے دور میں کیا ہم کسی کے سچ کا معیار دیکھتے ہیں؟ کسی کی بات سنتے ہی فوراً آگے بیان کرنے لگ جاتے ہیں اس سے پہلے کہ بیان کردہ بات کی توثیق و تصدیق کی جائے یا بیان کرنے والے کی اَحوال و معاملات پر غور و خوض کیا جائے۔

بسا اوقات لوگ ایسے مواد اور پیغامات کی تشہیر کرتے ہیں جو علمی تحقیق کی خالی اور غیر تصدیق شدہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر لوگ ٹویٹر، انسٹاگرام، فیس بک، وٹس ایپ پر مختلف پیغامات شیئر کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن پر حماقت بھی اتراتی ہے جو ایسے پیغامات شیئر کرتے ہیں جن کو اسلام اور ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور آخرت کی فکر کرنی چاہیے جو بے بنیاد باتوں کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہی حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“(۱)

---

(۱) سورۃ الحجرات، ۴۹/ ۶

(۲) مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، (س۔ن)، الصحیح، دار اِحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ج ۱، ص ۱۰، حدیث نمبر: ۵

”جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے“

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ“(۲)

”جس شخص نے میرے حوالے سے وہ کچھ کہا جو میں نے نہیں کہا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

ان اِحادیث کے تناظر میں اُن لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہییں جو نبی اکرم ﷺ کی طرف من گھڑت باتیں منسوب کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی سلامی مہینے کی مبارک باد دینے پر جنت واجب ہونے کی خوش خبری سنانا، کسی مقدس ہستی کا کسی کے خواب میں آنا اور دوسرے کو قسم دے کر کہنا کہ یہ پیغام اتنے لوگوں تک شیئر کرو تو تمہاری فلاں حاجت پوری ہو جائے گی وغیرہ، جیسی باتوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

اخلاقی اَقدار کی پامالی:

کوئی بھی شخص جب کسی کے اخلاق، نظریات اور اَفکار کے ساتھ مطابقت ہیں رکھتا، اُسے چاہیے کہ وہ تنقید بھی کرے تو اَخلاقی حدود و قیود کا پاس رکھے۔ تنقید اور تاثرات کسی کی ذات کے لیے ایسے ہونے چاہیں جو مخاطب کے لیے نفع بخش ہوں جسے ہم عرفِ عام میں ”تنقید برائے تعمیر“ کہتے ہیں۔ کسی کی پوسٹ یا تحریر پر اپنا تبصرہ (comment) کرتے وقت تحقیق و تنقیح، علمی اَغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کے دور میں طنز و مزاح اور کسی شخصیت کو داغدار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں رہا۔ (الا ماشاء اللہ)۔ ہم اپنی غلطیوں سے صرف نظر کرنے کے ساتھ کسی مشہور اور اہم لکھاری سے اگر ایک غلطی ہو جائے تو بجائے اُسے مطلع کرنے کی بجائے اُس کی مخالفت میں وہ محاذ کھول لیتے ہیں کہ لکھنے والا پریشانی کی کیفیت میں بری طرح دوچار ہو جاتا ہے۔ اَخلاقی اَقدار کی تمام حدود عبور کی جاتی ہیں اور طنز و مزاح و بدزبانی کر کے دوسروں کی نظر میں مقام پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ اَخلاقی اَقدار کا پاس رکھنا وہ نیکی ہے جس کے بارے میں ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ“(۳)

---

(۱) بخاری، الصحیح، ج۱، ص ۴۳۴، رقم: ۱۲۲۹

(۲) بخاری، الصحیح، ج۱، ص ۵۲، رقم: ۱۰۹

(۳) ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، السنن، دار اِحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ج۴، ص ۳۶۳، رقم: ۲۰۰۲

''حضرت ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز بندۂ مؤمن کے میزان میں حسنِ خلق سے زیادہ کوئی چیز زیادہ وزنی نہ ہو گی۔''

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم ؐ نے فرمایا:

''إن المؤمن لا يكون لعانا ولا فحاشا ولا كذابا''(۱)

"بے شک مؤمن نہ تو لعنت کرنے والا ہوتا ہے اور نہ فحش بولنے والا اور نہ ہی جھوٹ بولنے والا"

کسی بھی شخصیت کے عیب، اُس کی غلطی کے باعث اس کی عزت مجروح کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیناچاہیے کہ اس کا کیامقصد ہے؟ اس حرکت سے انسانیت کو کیافائدہ ہو گا؟ تنقید کی زد میں آنے والے شخص کی زندگی پر سماجی و معاشرتی کون سے اَثرات مرتب ہوں گے۔

دورانِ تبصرہ غیر اَخلاقی زبان استعمال کرنے پر وعید:

دورانِ تبصرہ آپ کے الفاظ آپ کی شخصیت کے آئینہ دار ہوں، لہجہ دلکش اور نرم ہو تاکہ مخاطَب کے دل و دماغ میں ضد، انانیت اور آپ کے لیے نفرت اور ہٹ دھرمی نہ پیدا ہو۔ اپنا تبصرہ(Comment) دیتے وقت تحقیق و تنقیح، علمی اَغراض و مقاصد کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ مگر ہیف صد ہیف ہے کہ آج کے دور میں طنز، شور و غوغا، طوفانِ بدتمیزی بپا کرنا لوگوں کا معمول بنا ہوا ہے۔ کیا ہم بے خبری میں کہیں اللہ تعالی کو ناراضگی کا تو ارتکاب نہیں کر رہے؟ فضول، فحش اور لایعنی گفتگو سے پرہیز کرنا ہی ایک مسلم کا وطیرہ ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ''(۲)

''بے شک اللہ تعالی فحش اور گندی زبان استعمال کرنے والے سے ناراض ہوتی ہے''

مندرجہ ذیل حدیث کی روشنی میں دورانِ گفتگو اور تبصرہ شستہ زبان استعمال کرنی چاہیے تاکہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

---

(۱) احمد بن إبراهيم بن إسماعيل، (۱۴۰۱ھ)، معجم شيوخ ابي بكر الاسماعيلي، مدينة العلوم والحكم، المدينة المنورة۔ ج۲، ص۶۶۸، رقم:۲۹۶

(۲) ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، (س۔ن)، السنن، دار احياء التراث العربي، بيروت، لبنان۔ ج۴، ص۳۶۳، رقم:۲۰۰۲

سوشل میڈیا اور وقت کا ضیاع:

وقت انسان کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جو ایک بار ہاتھ سے چلا جائے پھر واپس نہیں آتا۔ اسی لیے اہل علم و معرفت پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ وہ وقت کی کتنی قدر کرتے ہیں۔ دورِ حاضر میں مختلف لوگوں نے سوشل میڈیا کے استعمال کے باعث وقت کا بے جا ضیاع کیا ہے۔ اگر کوئی یہ بہانہ بنائے کہ وہ ملکی حالات سے باخبر رہنے کے لیے اس قدر سوشل میڈیا کا استعمال کرتا ہے تو ایسے حضرات سے یہ گذارش ہے کہ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا انقلاب آنے سے قبل بھی لوگ ملکی و غیر ملکی معاملات سے باخبر رہنے کے لیے ریڈیو، ٹی وی دیکھنے کے بعد مکمل معلومات میسر آجاتی تھیں۔

مگر موجودہ دور میں المیہ یہ ہے کہ آج کا انسان سوشل میڈیا کے ساتھ چوبیس گھنٹے متصل و مرتبط رہتا ہے۔ جو معلومات آدھے گھنٹے میں میسر ہوسکتی ہیں اُسی کا بہانہ بنا کر پورا دن مصروف رہتا ہے۔ گھروں، بازاروں، بسوں، ٹرینوں، کالجوں، یونیورسٹیز حتی کہ جہاں کہیں بھی دیکھو ہر کوئی سوشل میڈیا کا استعمال کرنے میں مصروف دنیاومافیہا سے بے خبر نظر آتا ہے۔ کم عمر کے لڑکے، نوجوان، بڑے سب اپنی توانائیاں اور عمریں سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے کھپا رہے ہیں۔ ہمارے اسلاف کا یہی طرزِ عمل تھا اور وہ کوئی لمحہ ضائع کیئے بغیر اپنے معاملات کو سمیٹتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناءك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك''(۱)

"پانچ چیزیں پانچ سے پہلے غنیمت جانو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی تونگری کو فقر سے پہلے، اپنے فارغ وقت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے قبل غنیمت سمجھو۔"

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر وقت کو درست اور صحیح سمت میں استعمال کرنے کی طرف اپنی امت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی حضور نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث کی روشنی میں اپنی امت کو خود احتسابی کا ایک کلیہ اور قاعدہ دیا ہے کہ انسان کو اپنی خوبیوں کو کہاں اور کب استعمال کرنا چاہیے۔ کہیں سوشل میڈیا کا بے جا استعمال ہمارے اوقاتِ کار کے ضیاع کا باعث تو نہیں بن رہا؟

(۱) حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، (۱۹۹۰ء)، المستدرک، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ ج۴، ص۳۴۱، رقم: ۷۸۴۶

عدم امانت داری:

امانت خیانت کا متضاد ہے۔ یہ لفظ اپنے اندر کئی معانی ومفاہیم سموئے ہوئے ہے۔ امانت داری صرف مال و دولت کسی کے سپرد کر دینے کا نام نہیں ہے بلکہ امانت داری میں ہر وہ شے شامل ہے جو ہمارا جاننے والا ہماری نگاہ کے سامنے رکھے اور ہمارے سپرد کرے۔ کسی کا راز ظاہر نہ کرنا، کسی کے عیب کی پردہ پوشی کرنا بھی امانت داری کے اقسام میں سے ایک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آیة المنافق ثلاث إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أؤتمن خان''(۱)

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے ، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھے تو خیانت کرے۔''

جب کوئی شخص آپ کے ساتھ اپنی بات شیئر کرے تو اس نے آپ کو اپنے راز پر امین بنا دیا اور اب آپ پر لازم ہے کہ اُس کے راز کی پردہ داری کریں اور کسی سے شیئر نہ کریں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ''(۲)

''مجالس امانت کی جگہ ہوتی ہیں''

یعنی اُن میں جو بات کی جائے وہ آگے کسی کو شیئر نہ کی جائے۔ ہم چونکہ سوشل میڈیا کے استعمال کی بات کر رہے ہیں۔ عمومی طور پر ایک نقصان یہ دیکھنے اور سننے میں آرہا ہے کہ لاگ شعوری اور لاشعوری طور پر خائن بنتے جارہے ہیں۔ جب دو اَشخاص کے مابین ایک گفتگو ہوئی ہو، اُس کی اجازت کے بغیر اُس کی ویڈیو، آڈیو یا تصویر کو کسی دوسرے کو شیئر کرنا، کسی کی کال بغیر بتائے ریکارڈ کرنا، کسی کی تصویر کا سکرین شارٹ لینا وغیرہ بھی مجلس میں نہ صرف خیانت کے مترادف ہے بلکہ غیر قانونی اور قبیح عمل بھی ہے جو عصرِ حاضر میں عروج پر ہے اور لوگ اس کو معیوب نہیں گردانتے۔ اس لیے کو انہیں اس گناہ کی سنگینی کا احساس نہیں۔

اگر کسی کی خامیوں یا کمزوریوں کا پتا چل بھی جائے تو من حیث المسلم ہمیں اُس کی پردہ داری کرنی چاہیے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) بخاری، الصحیح، ج۱، ص۲۱، رقم: ۳۳

(۲) احمد بن حنبل، المسند، ج۳، ص ۳۴۲، رقم: ۱۴۷۳۴

''مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ''(۱)

''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی (دنیا) میں پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالی دنیا اور آخرت (دونوں) میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

ایک مسلمان کا اپنے دوسرے مسلمان کے بھائی کی اصلاح کی نیت کرنا اور اُسے راہِ راست پر گامزن کرنا ایمانی فریضہ ہے۔ اس کی بھی رہنمائی حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے ہوتی ہے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس بات پر کی کہ نماز ادا کروں گا، زکوۃ ادا کروں اور:

''وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ''(۲)

''ہر مسلمان کے لیے نصیحت اور خیر خواہی کی نیت رکھوں گا۔''

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے یہ حق ہے کہ اُسے نفع پہنچائے اگر نفع نہیں پہنچا سکتا تو کم از کم اس کی ذات سے اُسے نقصان نہ پہنچے۔

سوشل میڈیا کا استعمال اور تنہائی میں برائی کا ارتکاب:

وہ شخص حقیقت میں دینِ اسلام پر عمل پیرا ہوتا ہے جس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ یہ نہ ہو کہ ظاہر میں لوگوں کے سامنے وہ کچھ اور لبادہ اوڑھے اور جب تنہائی میں جائے تو اس کے اَعمال ظاہر کے برعکس ہوں۔ دورِ جدید میں سوشل میڈیا کا استعمال بھی کسی حد تک بھیانک اعمال کے ارتکاب جیسا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسی وجہ ایسے لوگوں کی آج سے ساڑھے چودہ صدیوں قبل نشاندہی فرمادی کہ جو لوگوں کے سامنے کچھ اَعمال کرتے ہیں اور تنہائی میں ظاہر کے برعکس اَعمال کا ارتکاب کرتے ہیں ایسے لوگوں کی نیکیاں کسی بھی کام نہیں آئیں گی۔ ایسے ہی طبقہ کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے بھی لائے جائیں کہ:

''إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا'' (۳)

---

(۱) ابن ماجہ، السنن، ج۲، ص۸۵۰، رقم:۲۵۴۴

(۲) بخاری، الصحیح، ۱/۳۱، رقم:۵۸

(۳) ابن ماجہ، اَبوعبد اللہ محمد بن یزید، (س۔ن)، السنن، دار الفکر، بیروت، لبنان. ج۲، ص۱۴۱۸، رقم:۴۲۴۵

”جب وہ لوگ تنہائی میں (لوگوں کی نظروں سے دور) ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کریں گے۔“

حدیث نبوی کی روشنی میں ایک مسلم کو چاہیے کہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کرے کہ سوشل میڈیا کے استعمال کے وقت کسی ایسی برائی کا ارتکاب نہ کرے جو ظاہر میں بھی لوگوں کے سامنے برائی شمار کی جاتی ہو۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسان کو تنہائی میں بھی اللہ رب العزت سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کا استحضار کرتے ہوئے گناہوں سے دور رہے۔

سوشل میڈیا کا استعمال اور تنہائی میں برے کام، اَعمال صالحہ کی بربادی کا باعث:

بسا اوقات لوگ ظاہری وضع قطع میں دین دار ہوتے ہیں لیکن وہ جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو اپنا دامن گناہوں سے نہیں بچاپاتے ایسے لوگوں کی عبادات اور نیک اَعمال کسی کام نہیں آئیں گے۔ گناہوں پر مُصِر رہنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ عام طور پر انسان جلوت اور خلوت دونوں میں اللہ رب العزت سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے دور رہتا ہے۔ لیکن جب آنکھ میں حیاء باقی نہ رہے تب انسان خلوت میں وہ امور سرانجام دیتا ہے جو ظاہر میں کرنے سے کتراتا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق دینِ اسلام نے کیا حکم دیا ہے۔ حضرت ثوبان ﷜ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا قَالَ ثَوْبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا“(۱)

”میں اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو روز قیامت تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو غبار کی مانند اڑا دے گا۔ حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ، ہمیں ان لوگوں کے اوصاف و اَحوال بتا دیجئے تاکہ ہم نادانستہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں، تو رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی بھائی ہوں گے اور تمہارے ہم قول ہوں گے جو تمہاری طرح راتوں کو عبادات کریں گے لیکن جب وہ لوگ تنہائی میں (لوگوں کی نگاہوں سے دور) ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کریں گے۔“

(۱) ابن ماجہ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید، (س۔ن)، السنن، دار الفکر، بیروت، لبنان. ج ۲، ص ۱۴۱۸، رقم: ۴۲۴۵

برائی کی تشہیر سے عدمِ اجتناب:

جس طرح برائی کو روکنا دینِ اسلام میں نیکی ہے اسی طرح کسی بُرے فعل کا ارتکاب کرنا اور اس کی تشہیر کرنا دونوں برائی کے زمرے میں آتی ہیں۔ عصرِ حاضر میں انٹرنیٹ صارفین اور سوشل میڈیا پر مختلف اشتہارات اور دیگر غیر ضروری مواد شیئر کرنے میں مصروفِ عمل رہتے ہیں اور ان کو یہ خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ کس طرح اپنے نامۂ اعمال میں گناہوں کا اضافہ کر رہے ہیں۔

"عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا يُمِيتُونَ الْبَاطِلَ بِهَجْرِهِ، وَيُحْيُونَ الْحَقَّ بِذِكْرِهِ"(۱)

"حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت عمر بن خطاب کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو باطل کو ترک کر کے اُس کو موت دیتے ہیں اور حق کا ذکر کر کے اُسے زندہ رکھتے ہیں۔"

سیدنا عمر بن خطاب کے اس فرمان ذی شان کو دل کی عمق بینی سے ملاحظہ کرنے کے بعد ہم پر آشکارا ہو جاتا ہے کہ جس طرح اَغیار ہمیں اُکسانے کے لیے مقدس ہستیوں کے خلاف کبھی کارٹون، کبھی خاکے اور کبھی کچھ بنا کر تشہیر کر دیتے ہیں اور پھر وہ سکون کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر بے خبری میں ہم مسلمان جذبات میں آکر اُن کی مکار چالوں کو سمجھنے کی بجائے اُلٹا اُن کے کام کا حصہ بن جاتے ہیں اور ایسے لغویات کی تشہیر کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ اِس طرح کی لغویات و فضولیات کو پھیلانے سے روک دیا جائے تا کہ باطل وہیں پر دَب جائے اور اُس کی موت واقع ہو جائے۔

مقدس ہستیوں کے متعلق حساس مواد کی تشہیر:

مثال کے طور پر 'ڈن مارک' اور اس ڈگر پر چلنے والے دیگر ممالک جب ہماری مقدس ہستیوں کے متعلق خاکے اور اس طرح کی بے حرمتی کا مواد پھیلاتے ہیں، اَغیار تو اس طرح کی حرکت کر کے چُپ چاپ بیٹھ جاتے ہیں اور مسلمان بے خبری میں اُس بے حرمتی سے متعلقہ مواد کو پھیلانے میں مصروفِ عمل رہتے ہیں اور جس کو نہیں بھی پتا ہو تا اُس تک بھی عقائد اِسلامیہ کے مخالف مواد کی تشہیر کرنے کی تگ ودَو میں رہتے ہیں۔ اس طرح کی بے حرمتی کسی مقدس شخصیت کے خلاف جب کسی جگہ پر منظر عام پر آئے تو اُس کو عدمِ ذکر کے ساتھ اپنی موت مار دینا چاہیے۔ جس طرح کہ اوپر سیدنا عمر بن الخطاب کا قول گزر چکا ہے۔

---

(۱) ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، (۴۰۵ھ)، حلیۃ الاولیاء، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان۔ ج۱، ص ۵۵

مواد شیئر کرتے وقت حق و باطل کا عدمِ امتیاز:

جب بھی کوئی مواد یا پوسٹ شیئر کی جائے تو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ مواد / پوسٹ عوام الناس کے مفاد کے لیے ہے یا اُن کے اَخلاقی تہذیب و تمدن کے منافی ہے۔ کسی بھی قوم یا معاشرے کے درمیان اخلاقی تخریب کے عوامل اس وقت ترفع یا تنزل کا انحصار درست رہنمائی پر ہوتا ہے۔ دورِ جدید میں جہاں دنیا تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے وہاں نوجوانوں کو موجودہ دور کے حالات کے متعلق مثبت اور منفی آگہی دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ درست سمت میں اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو سکیں اور اپنی صلاحیتوں کو مثبت طریقے سے استعمال میں لا کر ملک و ملت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

سوشل میڈیا کے منفی استعمال پر وعید:

اسلام وہ دینِ حق ہے جو اپنے ماننے والوں اور عمل کرنے والوں کو جزا (ثواب) اور اس کی تعلیمات سے روگردانی کرنے والوں کو عقاب (سزا) جیسے فلسفہ سے شناسائی فراہم کرتا ہے۔ گلوبل وِلج (Global Village) بننے کی وجہ سے آج فکری تصادم اور تہذیبی ٹکراؤ میں سادہ لوح نوجوان اسلامی اَقدار کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں اور اپنے اسلامی اَفکار سے نابلد و ناآشنا ہیں۔ لہٰذا اس اَمر کی اشد ضرورت ہے کہ اسلامی اَخلاق کے عملی زاویے میں لوگوں کو ڈھالا جائے اور اُن کو فکری تربیت کے ساتھ عملی رہنمائی فراہم کی جائے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر اسلام میں اخبارات (مواد) کو نشر کرنے کے اصول اور قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ''(۱)

''جس شخص نے مسلمانوں میں کسی نیک طریقہ کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجرا بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہو گی اور جس شخص نے مسلمانوں میں کسی برے طریقے کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔''

---

(۱) مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، (س۔ن)، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ج ۲، ص ۷۰۵، حدیث نمبر: ۱۰۱۷

سوشل میڈیا استعمال کرنے والی نوجوان نسل کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جس طرح کوئی نیکی کی بات پھیلانے سے دیگر لوگ اس سے استفادہ کریں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے، تو اس بات کو شیئر کرنے والے کو اُن کے اَعمال کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔ چاہے لاکھوں کی تعداد ہو یا کروڑوں کی تعداد۔ بعینہ اسی طرح جو شخص فحش مواد، فحش تصاویر اور اخلاقیات سے گری ہوئی باتوں کو پھیلائے گا جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے اُن کے حصے کا گناہ اس گناہ کے موجد اور پھیلانے والے کے نامۂ اعمال میں جمع ہوتا رہے گا۔ اس وجہ سے سوشل میڈیا کے صارفین کو احتیاط برتنی چاہیے کہ آیا نشر کیا جانے والا مواد مبنی بر صدق و حقائق اور اسلامی افکار و نظریات کی توضیح کرتا ہے یا معاشرے میں اخلاقی بگاڑ کا سبب بنتا ہے؟

خلاصہ کلام:

اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی ایک مسلم کے لیے باعث نجات، اللہ اور اُس کے رسول کی رضا کا سبب ہے۔ جب تک اسلام کے اصول و قواعد اور ضوابط پر عمل نہیں کیا جائے گا برائی پنپتی رہے گی اور اِسلامی اَقدار کا خون ہوتا رہے۔ مختلف ممالک جن میں سے ملکِ پاکستان، بلادِ عربیہ میں سے سعودیہ، مصر اور ایران میں غیر قانونی مواد کی تشہیر، فحاشی و عریانی اور انتہاء پسندی پر مبنی مواد کو پھیلانا باعث جرم اور قابلِ تعذیر ہے۔ اس فلسفہ کو اسلام نے آج سے ساڑے چودہ صدیاں قبل بیان کر کے مسلمانانِ امت کو بھلائی اور خیر کی راہ پر گامزن کیا۔

☆☆☆☆☆

مصادر ومراجع

۱. القرآن الکریم

۲. احمد بن حنبل،(دون السنۃ)،المسند،مؤسسۃ قرطبہ،مصر

۳. احمد بن اِبراہیم بن اِسماعیل،(۱۴۰۱ھ)، معجم شیوخ ابی بکر الاسماعیلی، مدینۃ العلوم و لحکم،المدینۃ المنورۃ

۴. ابن ابی شیبہ،ابو بکر عبد اللہ بن محمد،(۱۴۰۹ھ)،المصنف، مکتبۃ الرشد،الریاض

۵. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،(۱۹۸۷ء)،الصحیح،دار ابن کثیر،یمامۃ،بیروت

۶. ترمذی،ابو عیسی محمد بن عیسی،(دون السنۃ)،السنن،دار اِحیاء التراث العربی،بیروت

۷. الجزری،ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری،(۱۳۹۹ھ)،النہایۃ فی غریب الاَثر،المکتبۃ العلمیۃ،بیروت

۸. حاکم،ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ،(۱۹۹۰ء)،المستدرک،دار الکتب العلمیہ،بیروت

۹. رازی،فخر الدین محمد بن عمر،(۲۰۰۰ء)،التفسیر الکبیر،دار الکتب العلمیہ،بیروت،لبنان

۱۰. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب،(۱۹۸۳ء)،المعجم الکبیر، مکتبۃ الزہراء،الموصل

۱۱. طبری،ابو جعفر محمد بن جریر،(۱۴۰۵)، تفسیر الطبری،دار الفکر،بیروت،لبنان

۱۲. کاسانی، علاء الدین ابی بکر بن مسعود،(۲۰۰۳ء)،بدائع الصنائع،دار الکتب العلمیہ،بیروت،لبنان

۱۳. ابن ماجہ،اَبو عبد اللہ محمد بن یزید،(س۔ن)،السنن،دار الفکر،بیروت،لبنان

۱۴. مسلم،ابو الحسین مسلم بن الحجاج،(س۔ن)،الصحیح،دار اِحیاء التراث العربی،بیروت،لبنان

۱۵. ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی،(۱۴۰۵ھ)،حلیۃ الاولیاء،دار الکتاب العربی،بیروت